ڈاکٹر صوفی محمد ضیاء الحق مرحوم .....

(ادارتی نوٹ)

عربی زبان و ادب کے مایۂ ناز استاد ڈاکٹر صوفی محمد ضیاء الحق صاحب ، عین عیدالاضحیٰ کے روز ، (۱۰ ذی الحجہ۱۴۰۹ھ ۱۴ جولائی ۱۹۸۹ء) کو لاہور میں وفات پا گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ میت ، مرحوم کی وصیت کے مطابق ، اُن کے آبائی گاؤں کٹھالہ (گجرات) لے جائی گئی جہاں انہیں ان کے والد گرامی مولانا اصغر علی روحی اور دیگر اہل خانہ کے جوار میں دفن کر دیا گیا :

ناز بر خویش کن اے خاک کٹھالہ تا حشر
که سپردیم بتو مهر درخشانے را

ڈاکٹر صوفی محمد ضیاء الحق ، ۲۲ نومبر ۱۹۱۱ء کو لاہور ھی میں پیدا ہوئے اور وھیں تعلیم پائی ۔ آپ نے عربی ، فارسی ، اردو ، اور علوم اسلامیہ میں ایم ۔ اے کے علاوہ ، ایم ۔ او ۔ ایل ، مولوی فاضل ، منشی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات بھی امتیاز کے ساتھ پاس کئے اور طلائی و نقرئی تمغے حاصل کئے ۔ بعد ازاں عربی میں پی ایچ ۔ ڈی کی ۔

عربی کے ایک استاد کی حیثیت سے آپ نے اپنی ملازمت کا آغاز ۱۹۳۷ء میں گورنمنٹ کالج جھنگ سے کیا جہاں آپ ۱۹۴۲ء تک رھے ۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کا تبادلہ گورنمنٹ کالج منٹگمری (اب ساھیوال) ھو گیا جہاں آپ نے مسلسل ۱۹۵۸ء تک تدریس کے

فرائض انجام دیئے ۔ ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ کالج لاہور تشریف لائے اور ۱۹۷۰ء تک صدر شعبہ علوم عربیہ و اسلامیہ کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے بعد وهیں سے ریٹائر ہوئے ۔ اسی زمانے میں آپ ایک طویل عرصہ اورئنٹیل کالج لاہور میں عربی ایم ۔ اے کی تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے ۔ بعد ازاں ایک سال کے لگ بھگ ماہر مضمون عربی و اسلامیات کی حیثیت سے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور سے منسلک رہے ۔

مولانا اصغر علی روحی کی ذات علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ ڈاکٹر صوفی صاحب صحیح معنوں میں مولانا کے خلف الرشید اور علمی جانشین تھے ۔ آپ تدریس کا فطری ملکہ رکھتے تھے اور آپ کی توجہ بھی تصنیف و تالیف سے بڑھ کر تدریس ھی پر رھی۔

چنانچہ آپ کا علمی ورثہ صفحۂ قرطاس سے زیادہ آپ کے ہزاروں شاگردوں کے سینوں میں محفوظ ہے جو ان شاء اللہ ایک صدقہ جاریہ کی طرح نسل در نسل منتقل ہوتا رہے گا ۔ جن لوگوں کو ڈاکٹر صوفی صاحب سے تلمّذ کی سعادت حاصل ہوئی ہے وھی ان کے تبحر علمی ، بے لوث لگن ، محبت ، دل سوزی اور کمال تدریس کو حقیقی معنوں میں سمجھ سکتے ھیں ۔ عربی زبان و ادب کے وقائق پر ان کی گرفت بے مثل تھی اور وہ اسے بےمثل طریقے ھی سے دوسروں تک منتقل بھی کر سکتے تھے ۔

مطبوعہ اور غیر مطبوعہ علمی مقالات و مضامین نیز بعض نصابی کتب کے علاوہ تصنیف و تالیف کے میدان میں آپ نے بیس برس سے زائد عرصے تک کمال جانکاھی سے اپنی توجہ ، ابن خلکان کے شہرۂ آفاق شہکار ,,وفیات الاعیان ،، پر مرکوز رکھی ۔ اور نہ صرف اس کتاب میں وارد ہونے والی آیات، احادیث، اشعار ، اعلام ، امثال ،

اماکن ، انساب ، قبائل ، مباحث علمیه وغیره وغیره کے مبسوط اشاریے تیار کئے بلکه مؤلّف کی زندگی اور کتاب کے مصادر وغیره پر نایاب تحقیقی معلومات بھی فراهم کیں ۔

علاوه ازیں کتاب کی گمشده عبارات کا دیگر مصادر سے سراغ لگایا نیز خود مؤلّف کی علمی فروگزاشتوں کی نشاندهی کی ۔ ,,وفیات الاعیان" کے انگریزی اور اردو تراجم پر بھی تنقیدی نگاه ڈالی اور اغلاط کی اصلاح فرمائی ۔ ,,وفیات الأعیان " علوم عربیه و اسلامیه نیز تاریخی تحقیق کے سلسلے میں جس اهمیت کی حامل ہے اس کا اظهار کرنے کے لئے نکلسن نے سرولیم جونز کی رائے سے اتفاق کرتے هوئے کہا ہے که :

"it is the best general biography ever writen"

(R.A. Nicholson, A literary History of the Arabs, Cambridge, 1956, P. 452.

تاهم اس کتاب میں بکھری هوئی بیش بہا اور متنوع معلومات سے استفاده کرنا آسان نه تھا ۔ ڈاکٹر صوفی صاحب کے اس عظیم الشان کام کے بعد ,,وفیات الاعیان " کی معلومات سے استفاده ایسا هی سهل هو گیا ہے جیسے لغت سے کسی لفظ کے معنی تلاش کرنا ۔ تاهم افسوس ہے که آخری عمر میں دس برس سے زائد عرصه شلل رعاشی (Parkinsonism) میں مبتلا رهنے کے سبب آپ کا یه مدت العمر کا کام مکمل هو جانے کے باوجود آخری ترتیب کے مرحلے سے نه گزر سکا ۔ اب وطن عزیز میں علم و تحقیق سے تعلق رکھنے والے هر حلقے کے ذمے یه قرض ہے که یه جانکاه تحقیق جو ایک جماعت کا کام تھا اور جسے ایک غیر معمولی فرد نے بےپناه محنت اور عرق ریزی سے تکمیل کو پہنچا دیا آخری ترتیب کے مراحل سے گزر کر جلد از جلد منظر عام

پر آ جائے ۔ اس کام کی اشاعت ایک طرف تو مؤلّف مرحوم کی عظمت علمی کا وہ نقش دوام جریدۂ عالم پر ثبت کرے گی جو ان کا ہمیشہ سے حق تھا مگر جو ان کی درویشی ، نفی ذات اور نام و نمود سے فرار کے باعث نگاہ عالم سے پوشیدہ رہا ۔ اور دوسری طرف عربی زبان و ادب کے میدان میں عالمی سطح پر وطن عزیز پاکستان کا نام روشن کرنے کا سبب بھی بنے گی ۔

ڈاکٹر صوفی صاحب عربی ، فارسی اور اردو کے قادر الکلام شاعر بھی تھے لیکن انھوں نے اپنے اس فن کو حلقۂ آشنایاں سے باہر کبھی نکلنے نہ دیا ۔ فن تاریخ گوئی میں بھی کمال حاصل تھا ۔ ایک زمانے میں جفر ، رمل ، نجوم کے علوم پر بھی تحقیقی نگاہ ڈالی اور اچھی خاصی دستگاہ حاصل کر لی لیکن عملاً ان میں انہماک کو پسند نہ فرمایا اور جلد ھی ان علوم سے دستکش ہو گئے ۔

علمی عظمت کے علاوہ انسانی سطح پر بھی ڈاکٹر صوفی صاحب کی شخصیت ایسے اوصاف کا مرقّع تھی جو اب نایاب نہیں تو انتہائی کم یاب ضرور ھیں ۔ کسب حلال کو وہ زندگی میں بنیادی اهمیت دیتے تھے چنانچہ جو فرائض بھی کبھی انھیں سونپے گئے انھوں نے خوف و طمع سے یکسر بے نیاز ہو کر کمال جانفشانی و دیانتداری سے انجام دیئے ۔ ایسی جامع کمالات شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں ۔ ڈاکٹر صوفی محمد ضیاء الحق صاحب کی وفات ایک فرد کی وفات نہیں ایک روایت اور ایک عہد کا اختتام ہے ۔

وما کان قیس هلکه هلک واحد
ولکنه بنیان قوم تهدّ ما

●●●